علوم و معارف قرآن

هٰذا بصائر للناس وهدى ورحمة لقوم يوقنون

از

(حضرت مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی مدظلہ العالی صدر مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان)

(۱)

ہم یہ اطلاع دینے میں فخر محسوس کرتے ہیں کہ حضرت مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی مدظلہ العالی صدر محترم مرکزی جمعیۃ اہل حدیث نے ہماری درخواست پر ماہنامہ "رحیق" میں معارف القرآن کے عنوان پر مستقل لکھنے کا وعدہ فرمایا ہے جس کی پہلی قسط مرحمت فرما دی ہے۔ جس کے لئے ہم حضرت کے بہت ممنون ہیں۔

یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ مقالہ جامعیت نکات و علوم قرآنی میں اپنی نظیر آپ ہوگا۔ (رحیق)

ہدایت و سعادت کی پیاسی اور تشنہ کام دنیا کے لئے اگر کوئی چشمۂ حیات ہوسکتا ہے تو قرآن مجید ہی ہے۔ جہاں ان کی شقاوت و ضلالت کے دور کرنے اور ہر قسم کی راحت و تسکین اور طمانیت قلب کے پہنچانے کا پورا سامان موجود ہے اور تمام بیماران قلب و روح اور مریضان عمل کے لئے اسی میں پیغام شفا ہے اور شقاوت و ضلالت کے زخموں سے جاں بلب بیماروں کے لئے بھی زندگی کا آخری سہارا اسی میں ہے۔ فرمایا:-

قل هو للذين آمنوا هدى وشفاء (۴۱ : ۴۴)	قرآن مجید ہی ایمان دار لوگوں کے لئے موجب ہدایت اور نسخہ شفا ہے۔

اور بدعات و محدثات اور فسق و فجور کی تاریکیوں میں یہی روشنی کا مینار ہے جس سے مسلمانوں کا راہ بھولا ہوا قافلہ اپنا راستہ تلاش کرسکتا ہے اور بدعات و محدثات کے ظلمات سے نجات حاصل کر کے نور اور روشنی پاسکتا ہے۔ فرمایا:-

قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين يهدى به الله من اتبع رضوانه سبل السلام، ويخرجهم من الظلمات	تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور ہدایت اور واضح کتاب آچکی جس کے احکام صاف و صریح ہیں جو قوم رضائے الٰہی کی طلب گار ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسے قرآن کریم کے

الی النور باذنہ ویھدیھم الی صراط مستقیم (۵: ۱۵-۱۶)

ذریعہ سلامتی کے راستے دکھاتا ہے اور اپنے فضل و کرم سے ان کو کفر و جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان اور علم کی روشنی میں لے آتا ہے اور ان کو راہِ راست دکھا دیتا ہے۔

اور اسی نورِ حقیقت اور مشکوٰۃ معرفت کو قرآن حکیم میں نہایت لطیف تمثیل کے ساتھ واضح فرمایا۔

اللہ نور السمٰوت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح۔ المصباح فی زجاجۃ۔ الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتھا یضیٔ۔ ولو لم تمسسہ نار۔ نور علی نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیٔ علیم (۲۴: ۳۵)

اللہ ہی زمین و آسمان کو روشنی بخشنے والا ہے اس نے مومن کے دل کو جو نورِ ہدایت بخشا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق (قلبِ مومن) ہے اور طاق میں ایک چراغ رکھا ہے۔ اور چراغ شیشے کی قندیل میں ہے اور وہ قندیل اس قدر شفاف ہے کہ گویا وہ موتی کی طرح چمکتا ہوا ستارہ ہے وہ چراغ (نورِ ہدایت) ایسے درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے جو زیتون کی طرح کثیر المنفعت ہے اور مشرق و مغرب کی جہات سے بالاتر (شجرۃ الوحی) ہے اس درخت کا تیل (تعلیم وحی، آیات قرآنیہ) اس قدر صاف ہے کہ قریب ہے کہ وہ خود بخود جل اٹھے۔ ذرا سی غور و فکر سے قرآن کریم کے احکام واضح ہو سکتے ہیں) اگرچہ اس کو آگ (حدتِ فکر) بھی نہ چھوئے (پھر اس کے دلائل تو) نورٌ علی نور ہیں اور جس دل کو اللہ چاہتا ہے اس نورِ ہدایت سے سرفراز کرتا ہے اور لوگوں کے سمجھانے کو مثالیں بیان فرماتا ہے اور ہر چیز کے حال سے واقف ہے

غرض قرآن کریم ہی ظلمت کی جگہ نور، جہل و بے بصیرتی کی جگہ علم و بصیرت بخشتا ہے اور اسی کی یہ پکار ہے کہ میں سراسر نور ہوں، معرفت و شہادت کا اجالا اور روشنی ہوں۔ میرا وجود ظلمت و تاریکی نہیں کہ ظلمات بعضھا فوق بعض کا معاملہ ہو۔ شک و ریب کی ٹھوکریں کھا رہا ہو۔ ایک تاریکی سے نکل کر دوسری تاریکی میں ڈوبتا ہوا اور تاریکیوں کا یہ عالم ہو کہ خود اپنا ہاتھ بھی سوجھائی نہ دیتا ہو۔ ایک گتھی سلجھانا چاہتا ہو تو دس نئے الجھاؤ پڑ جاتے ہوں۔

کظلمت فی بحر لجی یغشاہ موج، من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمات بعضھا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یراھا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور (۲۴: ۴۰)

بلکہ اس کا وجود اندھیرے کی جگہ اجالا، شک کی جگہ یقین، ظن و قیاس کی جگہ بینہ و حجت، اٹکل و گمان کی جگہ برہان و فرقان پیش کرتا ہے اور اسی لئے سب کو مخاطب کر کے فرمایا۔

هذا سبیلی ادعوا الی الله علی بصیرة انا و من اتبعنی (۱۲ : ۱۰۸)

میرا یہ راستہ ہے کہ خدا کی طرف بلاتا ہوں اور میں اور میرے پیرو کار سب کے سب بابصیرت اور روشنی کے ساتھ اس راستہ پر چل رہے ہیں۔

ہاں اس نے منکرین و معاندین سے بار بار یہ مطالبہ کیا کہ

هل عندکم من العلم فتخرجوه لنا؟ (۶ : ۱۴۸)

کیا تمہارے پاس بھی کوئی علم و دلیل ہے جسے ہمارے سامنے نکال کر پیش کر سکو۔

لیکن انکے عجز جواب کو دیکھ کر متعدد مقامات پر اس حقیقت کو بے نقاب کیا اور فرمایا:۔

ومن الناس من یجادل فی الله بغیر علم ولا هدی ولا کتاب منیر ثانی عطفه لیضل عن سبیل الله (۲۲ : ۸۔۹)

بعض ایسے بھی ہیں جن کو کسی طرح کا علم نہیں، نہ ان کے پاس ہدایت ہے نہ ان کے پاس کوئی راہ دکھانے والی کتاب ہے اور اس پر بھی وہ کبر و نخوت سے خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں تاکہ لوگوں کو خدا کے راستے سے گمراہ کریں۔

اور فرمایا:۔

وما لهم به من علم ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئا (۵۳ : ۲۸)

ان کے پاس علم و تحقیق کا کوئی حصہ نہیں وہ تو نری اٹکل پر چلتے ہیں اور اٹکل تو حق کے سامنے کسی حالت میں بھی کارآمد نہیں ہے

بلکہ انکی طلب و جستجو اور ساری کوششوں کی حالت یہ ہے کہ جس مرحلے پہ پہنچتے ہیں وہاں ایک نئی مایوسی ہوتی ہے ہر نئی منزل ایک نئی گمراہی کا پیغام ہوتی ہے۔ جس نظریہ اور جس تھیوری کو اپنی ساری کامیابیوں اور خوشیوں کا ملجا و ماوی سمجھتے ہیں وہ اس پیاسے کی امید سے زیادہ نہیں ثابت ہوتیں جو ریت کے میدان کو پانی کا تالاب سمجھ کر بے تحاشا دوڑ رہا ہو۔

کسراب بقیعة یحسبه الظمآن ماء حتی اذا جاءه لم یجده شیئا (۲۴ : ۳۹)

پس اس قوم کی بدبختی و نامرادی پہ جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے جو ہدایت و سعادت کی پیاس و تشنگی کے بجھانے کے لئے کتاب و سنت کے سرچشمہ حیات کو چھوڑ کر ریگ زار کی طرف دوڑی چلی جا رہی ہو اور ریت کے ذروں کو سمجھ رہی ہو کہ یہ میٹھے پانی کا تالاب ہے لیکن جس طرح ریت کا چٹیل میدان کسی

پیاسے کے لئے سیر کامی اور سیرابی کا کوئی پیغام اپنے اندر نہیں رکھتا ٹھیک اسی طرح کتاب و سنت کو چھوڑکر دوسرے علوم و فنون سے نورِ یقین اور طمانیت قلب حاصل کرنے میں بھی ہمارے لئے کوئی پیغام رحمت نہیں ہے۔

آج عوام الناس کا تو کیا ہی ذکر ہے، علماء کی عربی مدارس کے طلباء کی یہ حالت ہے کہ اپنی عمر کا بیشتر حصہ وہ منطق و کلام و فلسفہ اور دوسرے علوم جدل و خلاف میں صرف کر دیتے ہیں۔ لیکن ان کے اندر قرآن کریم کے سمجھنے اور اس کے علوم سے بہرہ ور ہونے کی اتنی بھی خواہش نہیں ہوتی جتنی کہ دوسرے علوم و فنون حاصل کرنے میں بلکہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہوتی۔ جہاں دوسرے علوم کی دس دس پندرہ پندرہ کتابیں پڑھی جاتی ہیں وہاں قرآن کریم کے حصے میں صرف "جلالین" آتی ہے اور وہ بھی نبر گا۔ جیسے بعض مقامات پر صرف رمضان المبارک میں ختم کر دیا جاتا ہے۔ اور کسی نے بہت ہمت کی تو بیضاوی کا پہلا پارہ یا سورۃ "بقرۃ" کے آخر تک پڑھ لیا۔ اور یہ سمجھ لیا کہ علوم قرآن کی تحصیل میں یہ بہت بڑی سعی و کوشش ہے جو سر انجام دے دی گئی۔ لیکن یہ سب جانتے ہیں کہ اس تمام جہد و سعی کا ماحصل صرف یہ ہوتا ہے کہ الفاظ قرآن سے معمولی سا لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے اور چند نحوی تراکیب سیکھ لی جاتی ہیں اور بس۔

حالانکہ علمائے سلف نے جو شدید جد و جہد اور سعی و محنت قرآن حکیم کی تشریح و توضیح، تحقیق و تدقیق، اور فہم و تفہیم میں صرف کی ہے، دنیا کی کوئی قوم، کسی کتاب کو اس کی نظیر میں پیش نہیں کر سکتی، اگرچہ ہر قوم کے پاس حسب ادعا و زعم کتاب الٰہی موجود ہے لیکن قرآن کریم کے متعلق جو ذخیرہ علوم و تصنیفات علماء اسلام نے فراہم کیا ہے کیا اس کا ایک حصہ بھی دوسری قومیں پیش کر سکتی ہیں؟

اس میں شک نہیں کہ مسیحی بائیبل کا مختلف زبانوں میں کثرت سے تراجم شائع کرنے میں سب سے سبقت لے گئے ہیں لیکن جہاں خود اصل ہی گم ہو گیا ہو وہاں تراجم سے کیا فائدہ؟

اس سے پہلے کہ علوم قرآن پر تفصیلی بحث کی جائے میں چاہتا ہوں کہ ان کا ایک اجمالی نقشہ عرض کر دوں تاکہ ان علوم کی مجمل کیفیت آپ کے سامنے آجائے اور آپ یہ اندازہ لگا سکیں کہ علماء اسلام نے قرآن کریم کی جو خدمات سر انجام دی ہیں وہ کس قدر عظیم الشان ہیں۔

علوم متعلقہ قرآن کریم علماء اسلام نے جو علمی خدمت قرآن مجید کی سر انجام دی ہے اس کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ قرآن کریم کے ہر شعبہ کے متعلق اب قدر علوم مدون کئے ہیں اور اتنی کتابیں تصنیف

کی ہیں کہ ان کا حصر و استقصا بھی مشکل ہے، کشف الظنون، فہرست ابن ندیم، ابجد العلوم اور الاتقان فی علوم القرآن میں سینکڑوں تصنیفات متعلقہ قرآن کا ذکر ہے۔ جن میں سے آج کل اکثر ہماری بدقسمتی سے ناپید ہیں۔ تاہم تلاش و جستجو سے جن علومِ قرآن کا پتہ ان کتابوں سے چلتا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔ رسوم القرآن۔ اعراب القرآن مصادر القرآن، غرائب القرآن، مفردات القرآن، تجوید القرآن، آداب تلاوت القرآن۔

نزول القرآن (اس کے ماتحت کئی ایک ابواب و فصول ہیں۔ مثلاً مباحث وحی، کیفیت نزول قرآن، اوقات و ازمنہ نزول قرآن، معرفت اماکن و مقامات نزولِ قرآن، معرفت اسباب نزول قرآن، وغیر ذالک)

جمع القرآن (اس ضمن میں بھی کئی ایک ابواب و فصول ہیں مثلاً کتابتِ قرآن، تعلیم و حفظ قرآن، ترتیب و جمع قرآن، ترتیب آیات و سور قرآن، سبعہ احرف یا سات قرائتوں کا عدم اختلاف اور مصاحف صدیقی و عثمانی کا فرق وغیر ذالک)

تفسیر القرآن (اس کے تحت میں شروط مفسر، آداب مفسر اور طبقات مفسرین وغیر ذلک)

اعجاز القرآن، بدائع القرآن، حقیقت و مجاز قرآن، تشبیہ القرآن، امثال القرآن، اقسام القرآن جدل القرآن، دلائل قرآن، احکام قرآن، محکم و متشابہ قرآن، ناسخ و منسوخ قرآن، اسماء الرجال والبلدان فی القرآن، خواص القرآن۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مسائل ہیں جنہیں ہم اختصار مباحث کی بنا پر ذکر نہیں کرتے اور نہ ہی ان کے متعلق مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، کیونکہ انہیں مستقل فن کی حیثیت حاصل نہیں ہوتی۔

ان تمام علوم کے متعلق دو قسم کی تصنیفات ہیں ایک وہ جن میں ان تمام علوم و مسائل سے ایک ہی کتاب کے مختلف ابواب و فصول میں بحث کی گئی ہے بالفاظِ دیگر ایک ہی کتاب بہت سے مباحث پر مشتمل ہے اس قسم کی تصنیفات کو بغرض افہام تفہیم "جوامع علوم القرآن" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ دوسری قسم ان تصنیفات کی ہے جن میں ایک ایک علم یا ایک ایک فن پر بحث کی گئی ہے۔

جوامع علوم القرآن جس طرح دنیا کی ہر چیز میں تدریجی ترقی ہوتی ہے ابتدائی حالت بالکل انفرادی اور سادہ ہوتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ایک شاندار ترکیبی اور اجتماعی حالت پیدا ہو جاتی ہے ٹھیک اسی طرح علوم قرآن کی تدوین کی حالت ہے۔ ابتدائی کوششیں انفرادی علوم و مسائل سے شروع ہوئیں اور ایک عرصہ کے

بعد وہ ترکیبی اور اجتماعی حالت کو پہنچیں۔ اور یہ اسی کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے کہ علوم قرآن کے متعلق منفردہ تصانیف تو دوسری صدی میں مرتب ہوگئی تھیں۔ لیکن جوامع تصنیفات کا سلسلہ جستجو اور تلاش کے بعد پانچویں صدی میں ملتا ہے۔

سب سے پہلی جامع کتاب "علوم القرآن" ہے جس کا مصنف علی بن ابراہیم الحوفی متوفی سنہ ۴۳۰ھ ہے اس کے بعد شیخ مکی بن ابی طالب متوفی سنہ ۴۳۷ھ کی "الہدایۃ الی بلوغ النہایۃ" معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب کی عظمت کا اندازہ اس سے شاید آپ کر سکیں کہ یہ ستر جزیں معانی و انواع علوم قرآن پر لکھی گئی۔ اس کے بعد ابو موسیٰ محمد بن ابی بکر اصفہانی متوفی سنہ ۵۸۱ھ کی "مجموع المغیث فی علم القرآن والحدیث" ہے یہ پہلا شخص ہے جس نے علوم قرآن و حدیث پر یکجا کتاب لکھی۔ علامہ ابن جوزی متوفی سنہ ۵۹۷ھ کی فنون الافنان فی علوم القرآن بھی اس فن کی ایک مبسوط اور جامع کتاب ہے۔ اس کے بعد اور بھی بہت سے مصنفین، قزوینی، سخاوی، ابن شامہ، بدرالدین، زرکشی اور جلال الدین بہقی وغیرہ نے بلند پایہ تصانیف لکھی ہیں۔ لیکن اس باب میں سب سے جامع کتاب جلال الدین سیوطیؒ متوفی سنہ ۹۱۱ھ کی "الاتقان فی علوم القرآن" ہے جس میں ۸۰ ابواب کے ماتحت علوم قرآن کے متعلق تین سو سے زائد مباحث ہیں، اور اے کاش! اگر سیوطیؒ نے حسب عادت رطب و یابس اقوال کو اس میں جگہ نہ دی ہوتی تو یہ کتاب یقیناً کتب خانہ اسلام کی ایک بے نظیر تصنیف ہوتی بہرحال اپنی موجودہ حالت میں بھی یہ کتاب علوم قرآن پر ایک بہترین جامع کتاب ہے۔

جوامع تصنیفات کے علاوہ ایک ایک فن کے متعلق جس قدر کتابیں علماء اسلام نے لکھی ہیں ان کا شمار تو بڑی بڑی کتابوں اور ضخیم فہرستوں میں ہی ہو سکتا ہے یہاں اس کی گنجائش نہیں لیکن آخر میں اس قدر عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگرد رشید حافظ ابن قیمؒ کی تصنیفات بالعموم علوم قرآن و حدیث کے بیان کرنے میں بے مثل واقع ہوئی ہیں ان کے مطالعہ سے علوم و معانی کتاب و سنت کے سمجھنے میں انشراح صدر کی خاص کیفیت حاصل ہوتی ہے اور جس کسی نے ان کی تصانیف کا مطالعہ اختیار کر لیا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو فہم کتاب و سنت کا ایک خاص ملکہ عطا ہوا۔